© rasailojaraid.com

اور رواداری کی کیا تک ہے۔ اگر ہم کچھ بڑھاتے نہیں تو پچھلی عبارتوں کو گھٹانے کی کیا ضرورت ہے۔ تو یہ مسئلہ پھر کسی سازش کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح آج کے اخبار جنگ میں اداریہ آیا ہے کہ ختم نبوت کا جو مضمون اسلامیات میں چلتا رہتا ہے۔ حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے کا مضمون، تو بغیر کسی تنقید کے، کسی فرقہ کے ذکر کے بغیر، تو ڈگری کلاسوں میں اسلامیات کے نصاب سے ختم نبوت سے متعلق مضامین نکال دئے گئے ہیں۔ تو ان مضامین کے اخراج پر مجلس تحفظ ختم نبوت کیطرف سے شدید احتجاج کیا گیا ہے اور جنگ نے اداریہ لکھا ہے۔ کہ یہ تو انگریزوں کی ایک چال تھی کہ جہاد کے منکر، پھر ختم نبوت کے منکر کچھ طبقے مسلمانوں میں پیدا ہوں۔ ایران میں بہائی پیدا کئے۔ یہاں مرزائی پیدا کئے، اور ملکوں میں کچھ اور لوگ۔ تو آج ایسا کرکے کن کو ہم خوش کرنا چاہتے ہیں۔ جو ہیں جن کے اسرائیل سے علانیہ روابط ہیں۔

—تو ختم نبوت کے مضمون کو اگر اسلامیات سے نکالتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ہم کیسے امیدوار ہوں گے۔ تو کچھ طبقے ہوتے ہیں جو ہماری لاعلمی سے اور برسر اقتدار حضرات کی لاعلمی میں شرارت کرتے ہیں۔ تو آخر یہ سلسلہ کیسے چلتا رہے گا۔ لوگ نکلیں گے، احتجاج کریں گے۔ آپ اس کا ازالہ کریں گے پھر ایسا ہوگا۔ پھر ایسا ہوگا۔ پھر کوئی اٹھ کر کوئی شوشہ چھوڑے گا۔ ہمیں علم ہے کہ ترمیم کے ساتھ کس نے کیا کہا تھا۔؟ اور خفیہ ایک معمولی سے آدمی نے پوری حکومت کیلئے مسئلہ کھڑا کر دیا۔ تو اس آدمی کے بارہ میں حکومت نے کیا نوٹس لیا؟ اور اس کے خلاف قدم کیوں نہیں اٹھایا۔ یہ ایک طے شدہ قطعی مسئلہ ہے۔ اس کو بار بار چھیڑنا اور اس کی وجہ سے پریشانیاں پیدا کرنا، خدارا اس کا بھی کچھ انسداد فرمائیں۔

اپنے علاقہ کے مسائل آخر میں میں اپنے حلقہ اور علاقہ کے بارہ میں صرف دو لفظ کہتا ہوں کہ وہ حلقہ جو اٹک پل سے پشاور تک پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ ایسے غیور مسلمانوں کا حلقہ ہے۔ جو گڑھ سمجھتا ہے دوسری پارٹیوں کا۔ نیشنل عوامی پارٹی کا اور لادینی طاقتوں کا۔ مگر ان غیور مسلمانوں نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں سب کچھ دین پر قربان کر دیا۔ اور آج اجمل خٹک ان لوگوں کی وجہ سے کابل میں جلاوطن ہو کر بیٹھا ہوا ہے اور ۱۹۷۷ء میں صوبہ کے چیف منسٹر نصر اللہ خان خٹک کو ان لوگوں نے ٹھکرا دیا۔ مگر اس حلقہ کی حالت پسماندگی کی نہایت افسوسناک ہے۔ موجودہ وائس چیئرمین اس علاقہ سے واقف ہیں کہ سینکڑوں میل کا علاقہ سڑکوں کے لحاظ سے پانی کے لحاظ سے بجلی کے لحاظ سے چودھویں صدی میں رہتے ہیں۔

ہمارے جناب وزیر خزانہ غلام اسحاق خان صاحب تو نظام پور اور خٹک کے پسماندہ علاقوں سے واقف ہوں گے جو کوہاٹ تک پہنچا ہوا اس علاقہ خٹک کے ۳۰۔ ۳۵ دیہات تو ایسے ہیں۔ کہ کوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہاں ہائے تو یہ سمجھے کہ میں دوسو سال قبل کے کسی علاقے میں آگیا ہوں۔ تو ان لوگوں کی ایمانی قوت، تو ان
ے پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ مگر حالت یہ ہے۔ سیمنٹ کے کارخانے وہاں لگائے جا سکتے ہیں
رصہ سے ہم یہ مطالبہ کرتے آئے ہیں۔

ہمارے محترم جناب غلام فاروق خان صاحب جو ہمارے بزرگ ہیں ہمارے علاقے کے ہیں۔ انہوں نے
ں علاقہ میں اب سیمنٹ کا ایک کارخانہ لگایا اور ان کو جو رپورٹیں ملی تھیں تو اس علاقے کے پتھر سیمنٹ
ے لئے بہت بہترین پائے گئے ہیں۔ مگر اس عرصہ میں اب تک حکومتوں نے علاقہ کی مناسب سروے نہیں
کارخانہ نہیں قائم کیا جبکہ وہاں سے حکومت کو بہت بڑی آمدنی ہو سکتی تھی۔ تو اس طرح اس علاقے کا
روے کیا جائے، معدنیات کا اندازہ لگایا جائے۔ اسی طرح مانکی اور نوشہرہ کے اردگرد ہزاروں ایکڑ
اضی چاندماری (نشانہ بازی) کی وجہ سے ترکی ہوتی ہے۔ بے کار پڑی رہتی ہے۔ انگریزوں کے دور سے
زمین، اسکان کاشت کے لئے استعمال نہیں کر سکتے نہ ان کو صحیح معاوضہ ملتا ہے۔ تو ہم نے بارہا حکومت
ے مطالبہ کیا کہ خدارا ان لوگوں کو صحیح شرح پر معاوضہ دیں چند پیسے ان کو فی ایکڑ جو ملتے تھے وہ بھی
سالہا سال سے ان کو نہیں دئے گئے۔

ڈپٹی چیئرمین صاحب:- مولانا آپ صوبائی مسئلہ کو چھیڑ رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق صاحب:- جناب یہ وفاقی مسئلہ ہے۔ فوج نے فوجی مقاصد کیلئے اس رقبہ کو گھیرا
ہوا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ چاندماری (نشانہ بازی) ہوتی رہے۔ دفاع کے لئے ہماری جان بھی حاضر ہے۔
رجن غریب لوگوں کی زمینیں یہاں بے کار پڑی ہوتی ہیں جو مفلوک الحال لوگ ہیں۔ ان کو یا تو مناسب
معاوضہ مقرر کیا جائے یہ نہ ہو تو یہ زمینیں ان سے صحیح قیمتوں پر خرید لی جائیں اور ان کو معاوضہ دیا جائے۔
لوگ کب تک چیختے چلاتے رہیں گے۔

تیسری جو بات میں عرض کرنا چاہتا تھا ـــ

جناب چیئرمین صاحب:- بڑی نوازش۔ بڑی نوازش مولانا۔

© rasailojaraid.com